عثمانی ترکوں میں ' شیخ الاسلام ' کا عہدہ

ایک تاریخی جائزہ

ڈاکٹر محمد صابر
شعبۂ تاریخ اسلام و زبان ترکی
کراچی یونیورسٹی

عثمانیوں کے نظام سلطنت میں '' شیخ الاسلام '' کے عہدے کو نہایت ہی بلند مقام حاصل تھا۔ عثمانی حکومت کے قیام میں اخی سرداروں اور غازیوں کا زبردست ہاتھ تھا ۔ عثمانی سلطنت کے بانی عثمان بیگ اور ارخان بیگ کا تعلق اخی تحریک سے تھا اور عیسائیوں کے خلاف مجادلوں کے باعث ان کو غازی بھی کہا گیا ہے ۔ عثمانی حکومت کی بنیاد قومیت یا قبائلی برتری پر نہیں بلکہ اسلامی اصولوں پر رکھی گئی تھی۔ بعد میں جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا تو عثمانی سلاطین نے علماء اور صوفیاء کی پرزور حمایت کی۔ ترکوں اور عربوں دونوں کی بستیاں یورپی علاقوں میں قائم کیں۔ دعا و برکت کےلئے عثمانی سادات کی طرف رجوع کرتے تھے۔اور انہوں نے سادات کو بہت سی مراعات عطا کیں۔ دینی اور تعلیمی نظام میں عثمانیوں نے عباسیوں، سلجوقیوں اور مملوکوں کی تقلید کی اور تقریباً ہر زمانے میں تعلیم مفت ہی رہی ۔ عثمانی سلاطین اور تقریباً سارے ہی ترکیہ کے ترک حنفی تھے ۔ ہر معاملہ مین شریعت کا عمل دخل تھا اور اسلام کو برتری حاصل تھی ۔ عثمانی دور میں مفتی اور شیخ الاسلام کو بہت زیادہ اہمیت حاصل رہی ۔ گو شیخ الاسلام مرکزی حکومت کا رکن نہیں ہوتا تھا لیکن اس کے بھی دو عدد توغے (گھوڑے کی دم) تھے اور وزیر اعظم عیدین پر خود اس کے گھر جاکر زیارت کرتا تھا ۔ اس نظام

کے ارتقائی منازل اس طرح تھے :-

۱- دانش مند
↓
۲- ملازم
↓
۳- مدرس
↓
۴- مولوی
↓
۵- قاضی استانبول
↓
۶- قاضئی عسکر
↓
۷- مفتی یا شیخ الاسلام

زیادہ سے زیادہ نمبروں سے کامیاب ہونے والے طلباء کو یعنی فرسٹ کلاس یا فرسٹ کلاس فرسٹ کو دانش مند بنایا جاتا تھا - جب یہ لوگ ایک خاص قسم کا امتحان پاس کرلیتے تو انہیں ملازم کا عہدہ دیا جاتا - جب وہ ۱۰ یا ۲۰ سال کا تجربہ حاصل کرلیتے تو مدرس بنائے جاتے اور بہت زیادہ تجربہ کے بعد وہ مولوی کے مقام پر پہونچتے - مولوی کے بعد اگر ترقی ملتی تو ان کو قاضی استانبول کا عہدہ دیا جاتا اور پھر قاضی عسکر کا - قاضی عسکر کو بادشاہ خود مقرر کرتا - یہ اراکین دولت میں شمار ہوتا - اور اسے زمانہ جنگ میں لڑائی میں شرکت کا حق تھا - یعنی وہ فوجوں کے ساتھ رہتا - آخری منزل مفتی یا شیخ الاسلام کی تھی - اس عہدہ پر عام طور سے نہایت تجربہ‌کار اور سفید ریش علماء پہونچتے -

شیخ الاسلام کا عہدہ وزارت عظمیٰ کے بعد سب سے بڑا تھا - شروع میں شیخ الاسلام کے عہدے کو "مسند فتویٰ" اور "منصب افتا" کہتے تھے جو مفتی اعظم کے عہدہ کے برابر تھا - گو قاضی عسکر اور معلم سلطانی نامی عہدے بھی اس سے ملتے جلتے تھے، لیکن شیخ الاسلام کے عہدے کے برابر نہ تھے، غرضیکہ شیخ الاسلام کے عہدے نے بتدریج ترقی کرکے سب سے اونچا مقام

حاصل کرلیا - پہلے پہل اس عظیم عہدے پر جس کو فائز کیا جاتا تھا ، اسے "مفتی الانام" کہتے تھے - لفظ شیخ الاسلام مراد دوم (۱۴۲۱ء تا ۱۴۵۱ء) کے دور سے عام ہوگیا اور بعض اوقات تو مفتی الانام اور شیخ الاسلام دونوں ہی اصطلاحیں ایک ہی عہدہ کے لئے استعمال ہوتی تھیں - مفتیوں کو قاضی عسکر پر فوقیت کب حاصل ہوئی؟ خیال ہے کہ بایزید ثانی اور سلیم اول کے دور سے - لیکن بعد کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ یہ خیال غلط ہے کیونکہ سلطان محمد فاتح کے قانون نامہ میں مذکور ہے :-

"شیخ الاسلام علماء کا رئیس ہے اور مقام سلطانی میں سردار علماء ہے - وزیر اعظم کو چاہئیے کہ رعایتاً انہیں اونچا سمجھیں لیکن مفتی اور خواجہ وزیروں سے اونچے درجے کے ہیں - پہلے وزراء اور بعدہ قاضی عسکر -"

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی یا شیخ الاسلام وزراء سے اونچی حیثیت رکھتے تھے اور قاضی عسکر وزراء سے نیچے تھے - گو عثمان بیگ اور ارخان غازی کے دور میں بھی مفتی تھے مثلاً شیخ اده بالی، طورسون فقیہ، داؤد قیصری لی، مگر مفتی اعظم کا سلسلہ بعد میں ہی شروع ہوا -

شیخ الاسلام عام طور سے تمام عمر کے لئے مقرر کیا جاتا تھا - سارے صوبائی افسر وزیر اعظم کے سامنے جواب دہ تھے اور وزیر اعظم بادشاہ کے سامنے جواب دہ تھا - لیکن شیخ الاسلام نہ تو صوبائی حکومت اور نہ سلطان ہی کے سامنے جواب دہ ہوتا تھا - وہ صرف خدا کے سامنے جواب دہ تھا - اس کا کام شریعت کی حدود معین کرنا اور اس کے مطابق فتوے صادر کرنا تھا - وہ حکومت سے مطلق مرعوب نہ ہوتا - حالانکہ اسے مقرر سلطان ہی کرتا تھا - دیگر افسر سلطان سے ملنے کی کوشش کرتے اور اس کی سلطان سے اجازت حاصل کرتے، لیکن شیخ الاسلام سے بادشاہ خود ملاقات کرتا- وہ اس کی شیخ الاسلام سے درخواست کرتا اور اس کے لئے اسے مدعو کرتا - چاہے زمانہ جنگ ہو یا دور امن یا اور کوئی پبلک معاملہ، سب میں شیخ الاسلام کی مرضی معلوم کی جاتی تھی - شیخ الاسلام کی شخصیت ، اس کی عملی قابلیت ، اور اصابت رائے کی وجہ سے بادشاہ اس سے تھراتے تھے - غلط کام کے لئے انہیں ہموار کرنا تقریباً

ناممکن تھا ۔ شیخ الاسلام عام طور سے نہایت ھی سن رسیدہ ھوتے تھے۔ گو وہ تمام شرعی اور تعلیمی معاملات کے نگران اعلیٰ تھے، مگر وہ روحانی پیشوا نہ ھوتے تھے۔ ھر لائق و قابل عالم اس عہدہ پر پہونچ سکتا تھا۔ شیوخ الاسلام سلطنت کے سارے علمی اداروں یعنی مدرسوں اور دوسری طرف عدالتوں کے حاکم ھوتے تھے ۔

عدلیہ اور تعلیمات و معارف کے محکمے ان کے سپرد تھے ۔ پادریوں سے شیخ الاسلام کے منصب کا مقابلہ کرنا درست نہیں ۔ پادریوں کو سلطنت کے قانون اور تعلیمی مسائل میں مداخلت کا حق حاصل نہ تھا ۔ وہ عوام کو بیوقوف بناکر اپنا الو سیدھا کرتے تھے لیکن شیخ الاسلام ایسے کاموں سے دور ھوتے تھے ۔ ان کے حقوق و اختیارات نہایت ھی وسیع تھے ۔ یہ ججوں کو مقرر کرتے، انہیں معزول کرتے اور ساتھ ھی ساتھ تعلیمی اداروں کے نظم و نسق کو چلاتے ۔ مدرسوں کا انتخاب بھی ان کے ذمے تھا اور تعلیمی پالیسیاں بھی وھی تیار کرتے تھے ۔ شرعی اور تعلیمی معاملات میں دولت عثمانیہ کی رھبری انھی کے سپرد تھی ۔ عوام اور حکومت کو برائی سے اور خاص کر غیر اسلامی کاموں سے روکنے کے وہ ذمہ دار ھوتے تھے ۔ اس منصب پر علماء میں سے کسی کو چونکہ علمی قابلیت اور کیریکٹر کی بنا پر فائز کیاجاتا تھا اس لئے شیخ الاسلام کو حقیقت کا اعلان کرنے سے باک نہ ھوتا ۔ اور وہ سلطان کی شان میں بھی سخت الفاظ کہہ گزرتا ۔ سلطان بایزید یلدرم نے ایک معاملہ میں عدالت میں حاضر ھوکر گواھی دینی چاھی لیکن شیخ الاسلام نے اسے روک دیا اور کہا کہ چونکہ سلطان باجماعت نماز پڑھنے کا پابند نہیں ھے، اس لئے قابل اعتماد نہیں ۔ سلطان اس پر خاموش ھوکر واپس محل چلا گیا ۔ اسی طرح اسی سلطان کا ایک اور واقعہ ھے ۔ سلطان نے اپنے مرکز شہر برصہ میں دنیا کی عظیم جامع مسجد بنوائی تو شیخ الاسلام کو دعوت دی کہ وہ اس کا معائنہ کریں ۔ شیخ الاسلام نے کہا، سب کچھ ٹھیک ھے لیکن ایک کمی ھے اور وہ یہ کہ اس میں شراب پینے کی کوئی جگہ نہیں ھے ۔ سلطان چونکہ شرابی تھا اس لئے وہ یہ سن کر شرم سے پانی پانی ھوگیا اور توبہ کرلی ۔ سلطان

بایزید یلدرم کے دور میں یہ عہدہ موجود تھا لیکن اس کے لئے لفظ شیخ الاسلام رائج نہ تھا - بایزید ثانی نے ایک بار اپنے شیخ الاسلام سے ملنے کی درخواست کی لیکن اس نے سلطان سے ملنے سے صاف انکار کردیا- اس زمانے میں شیخ الاسلام کی بڑی شان تھی - سلاطین ان سے ملنا چاہتے تھے لیکن وہ یہ کہکر ملنے سے انکار کردیا کرتے تھے کہ وقت نہیں ھے- یہی نہیں بلکہ ایک دفعہ فاتح استنبول محمد ثانی کے منہ پر اس کے شیخ الاسلام نے اس کی سخت مخالفت کی - عثمانیوں کے سب سے جابر سلطان سلیم اول نے جب یہ ارادہ کیا کہ سلطنت کو اسلامی رنگ میں رنگنے کے لئے غیر مسلم رعایا کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے، اور جو اس سے انکار کریں، انہیں قتل کردیا جائے تو شیخ الاسلام نے اس کی مخالفت کی اور بتایا کہ اسلام نے بلا وجہ قتل سے منع کیا ھے- مجبوراً سلطان کو اپنی رائے بدلنی پڑی - اسی طرح سلطان سلیمان قانونی کے شیخ الاسلام نے ایک مرتبہ سلطان سے بڑی تلخ باتیں کہیں - غرضیکہ صدیوں تک اس عہدہ پر نہایت ھی بڑی بڑی ھستیاں جلوہ افروز رھیں -

اخلاقی انحطاط کے باعث اس نظام میں بھی خامیاں پیدا ھونی شروع ھوئیں - جہاں تک لفظ شیخ الاسلام کا تعلق ھے یہ عباسیوں کے دور میں تھا اور ھندوستان میں بھی رہا ھے - عثمانیوں میں خلافت ۱۵۱۷ء میں آئی اور اس سے بہت پہلے ھی مراد دوم کے زمانہ میں یہ لفظ عام ھوچکا تھا اس لفظ اور عہدے کو عثمانیوں نے دراصل زندہ کیا - اس لفظ کے اختیار کرنے میں کوئی سیاسی یا اھم نکتہ پنہاں نہیں ھے، بلکہ جیسے انہوں نے منگولوں، سلجوقیوں، قدیم ترکوں، مملوکوں اور اناطولیہ کی ریاستوں اور عیسائی حکومتوں سے بہت سی اصطلاحات لیں، ویسے ھی اس لفظ کو بھی لے لیا- چنگیزی طوفان نے خوارزم شاھی ترکی سلطنت کو ترکستان میں ختم کردیا تھا- چنگیزخان کے پوتے ھلاکو خان نے ۱۲۵۸ء میں غیر مسلم ترکی اور منگولی فوج کی مدد سے خلافت عباسیہ کو ھمیشہ کے لئے مٹادیا - اس منگولی حملہ کی وجہ سے اسلامی کلچر کو زبردست نقصانات اٹھانے پڑے - عثمانیوں نے اپنے دور میں اسلامی اقتدار اور رسم و رواج کو پھر سے قائم کیا اور علم دین کی برتری کو

ثابت کرنے کے لئے علماء اور فضلاء کو آگے بڑھایا ۔ وہ وزیر اعظم بھی ھمیشہ کسی عالم ھی کو مقرر کیا کرتے تھے ۔ اسی طرح شیخ الاسلام کے عہدہ کو عثمانیوں نے شان و شوکت عطا کی ۔

عثمانیوں کی پوری تاریخ میں ۱۳۱ شیوخ الاسلام ہوئے ھیں ۔ ان میں سے ۱۹ نے استعفیٰ دیا ۔ ان کی اکثریت ترکی النسل تھی' کیونکہ عیسائی بچے یا دیگر نو مسلم حضرات اس کی جانب راغب نہیں ھوتے تھے ۔ وہ زیادہ تر فوجی یا سول عہدوں کو پسند کرتے تھے ۔ یہ عہدہ دراصل ۱۴۲۴ء میں شروع ھوا ۔ یعنی مراد دوم کے دور میں حضرت فناوی پہلے شیخ الاسلام بنائے گئے ۔ ملا فناوی ایک مدرس تھے ۔ وہ شہر برصہ کے قاضی اور پھر مفتی الانام (شیخ الاسلام) ھوئے ۔ ان کی وفات پر ان کے گھر سے ۱۰ ھزار کتابیں برآمد ھوئیں ۔ اس سے اس دور کے علماء کے علمی ذوق کا پتہ چلتا ھے ۔ آخری شیخ الاسلام محمد نوری آفندی مدنی تھے جنہوں نے سلطنت عثمانیہ کے خاتمے پر ۴ نومبر ۱۹۲۲ء کو استعفیٰ دے دیا ۔ اس حساب سے یہ عہدہ عثمانی ترکوں میں تقریباً ۴۹۸ سال تک قائم رہا ۔ اس عرصے میں تین شیوخ الاسلام کو پھانسی دی گئی ۔

سلاطین بالعموم شیخ الاسلام کی بہت زیادہ قدر و منزلت کرتے تھے ۔ شیخ الاسلام اھم تقریبات میں شرکت کرتا ۔ وہ دراصل علمی اور دینی دنیا کا سلطان تھا ۔ جب سلطان کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب پرچم مبارک نکالا جاتا تو اس موقع پر شیخ الاسلام دعا پڑھتا اور کوئی اھم فتوی صادر کرتا ۔ عیسائیوں کے خلاف جہاد کا فتوی بھی شیخ الاسلام ھی دیتا اور سلطان کی نماز جنازہ بھی وھی پڑھاتا تھا ۔ اگر شیخ الاسلام نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کردیتا تو پھر دوسرے لوگوں سے درخواست کی جاتی تھی ۔ بادشاہ شیخ الاسلام کا انتخاب خود کرتا ۔ عام طور سے یہ معزول نہ کئے جاتے تھے ۔ ایک بار ایک شیخ الاسلام نے جب مولانا رومی اور محی الدین ابن عربی کی شان میں حقارت آمیز کلمات کہے' تو سلطان نے اس سے استعفیٰ طلب کرایا ۔ عثمانی سلطنت میں نقشبندی سلسلہ' طریقت کا اثر بہت زیادہ تھا ۔ بکتاشی نامی

سلسلہ طریقت بھی بڑا با اثر تھا - اس کے مشائخ کو ترک قزل باش کہتے تھے - اس سلسلہ کو ۱۸۲۵ء میں ینی چری کے خاتمے کے بعد غیر قانونی قرار دے دیا گیا - بعض سلاطین پر مولوی طریقت کا، جو مولانا رومی کی طرف منسوب ہے، گہرا اثر تھا - عثمانیوں میں سادات کا ایک مستقل طبقہ تھا- ایک اہم عہدہ دار موسوم بہ ''نقیب الاشراف'' ہوتا تھا - جو سادات کے معاملات کی نگرانی کرتا تھا - سادات کو حکومت سے وظیفہ ملتا اور ان کا بہت خیال رکھا جاتا تھا- شیخ الاسلام کے ارد گرد بڑے جلیل القدر علماء اور مفتی ہوتے تھے - اگر شیخ الاسلام لغزش کرتا، تو یہ لوگ اس سے اسے باز رکھتے - شیوخ الاسلام کو آخری دور میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوگئی تھی وہ سلاطین کو معزول بھی کرادیتے تھے - بعض اوقات ان میں غلط قسم کے اور محض سیاسی حضرات آگئے- جس کی وجہ سے اس عہدہ کا وقار ختم ہوگیا مثلاً جب شیخ الاسلام نے مصطفیٰ کمال پاشا وغیرہ کے خلاف فتویٰ قتل صادر کیا تو سارے علماء نے اس کی مخالفت کی اور انقرہ کی نئی حکومت کا ساتھ دیا -

موجودہ ترکی جمہوریہ میں یہ عہدہ نہیں ہے، بلکہ اس کی جگہ دراصل ''دیانت ایش لری رئیس'' (رئیس امور دیانت) نے لے لی ہے - اس عہدے کو آج کل یوگوسلاویہ میں بھی اہمیت حاصل ہے، جہاں اسے ''رئیس العلماء' کہتے ہیں - ترکی کے رئیس امور دیانت کا دفتر انقرہ میں ہے اور وزیر اعظم کے دفتر سے متعلق ہے - لاکھوں روپے اسے خزانہ سے اماموں، خطیبوں، واعظوں اور عالموں کی تعلیم و تربیت اور دینی نشریات کے لئے ملتا ہے ان حضرات کی تقرری اور معزولی اس کے سپرد ہے - فوج میں جو امام و خطیب وغیرہ ہوتے ہیں، سب اسی ادارہ کے تحت ہیں - گو ترکی حکومت دستور کے لحاظ سے لادینی (سیکولر) ہے لیکن دینی کاموں کو خود حکومت کرواتی ہے اور ان کے لئے بجٹ سے لاکھوں روپیہ سالانہ گرانٹ دیتی ہے یہ خالص سرکاری ادارہ ہے، جسے آج کل بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوتی جارہی ہے -